خواتین کے حقوق مالیہ- سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

Women's Finance Rights in the Light of Sīrat-e-Ṭayyibah

*ڈاکٹر یاسمین نذیر

**ڈاکٹر شاذیہ عاشق

Abstract

Before Islām, there were many religions and legal systems in the world in which women did not have the right to own property, but rather they were considered property. Islām has placed men and women in the same category as human beings, just as a man owns his own property and has the right to dispose of it. In the same way, women can become owners and spend their property as they wish. Therefore, the jurists agree that a woman will have guardianship over her property, she can buy and sell her property, she can rent it. Western civilization has driven women out of the home and put them to work in factories and other places. In this way, earning a living outside the home caused many other problems. In these circumstances, Islam is the only religion that has taken the path of moderation. Women are half of humanity, so Islam ensures the protection of women's financial rights by avoiding all forms of extremism. Whether a woman has a status, be it a mother or a daughter, a wife or a sister or any other relationship, Islam has given her financial rights in every status. Society is bound to pay for their rights. Similarly, regardless of any relationship, Islām has given every woman a lot of financial rights as a human being. In this article, the financial rights of women given by Islam have been reviewed in the light of Sīrat-e-Ṭayyibah.

Keywords: Women, Islam, Financial Rights, Trading, *Ḥaq Mehr*

تعارف

خواتین انسانیت کا نصف حصہ ہیں، اسی لیے اسلام ہر طرح کی افراط و تفریط سے بچتے ہوئے عورت کے مالی حقوق کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔ عورت چاہے جس حیثیت کی مالک ہو، ماں ہو یا بیٹی، بیوی ہو یا بہن یا دیگر کوئی رشتہ رکھتی ہو، اسلام نے ہر حیثیت میں اس کو مالی حقوق فراہم کیے ہیں اور معاشرے کو ان کے حقوق کی ادائیگی کا پابند بنایا ہے۔ اسی طرح کسی رشتہ داری سے قطع نظر

* اسسٹنٹ پروفیسر، دی صادق کالج وومین یونیورسٹی بہاول پور۔

** لیکچرار، دی صادق کالج وومین یونیورسٹی بہاول پور۔

اسلام نے ہر عورت کو ایک انسان ہونے کے ناطے بھی بہت سے حقوق مالیہ عطا کیے ہیں۔ عورت کے مالی حقوق کو درج ذیل انواع میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ حق تجارت و کسب	۲۔ حق ملکیت	۳۔ حق تصرف
۴۔ حق نفقہ	۵۔ حق مہر	۶۔ حق وراثت

حق تجارت و کسب

عہد نبوی ﷺ میں خواتین آزادانہ طور پر تجارتی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتی تھیں۔ اس امت کی سب سے محترم خاتون حضرت خدیجہؓ ایک تاجر تھیں۔ صحابیاتؓ میں سے بعض تجارت بھی کیا کرتی تھیں اور اپنے اس پیشے کے لحاظ سے معاشرے میں شہرت رکھتی تھیں، جیسے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی تجارت نہایت وسیع پیمانے پر تھی۔ طبقات ابن سعد میں اس کی تفصیل یوں ملتی ہے:

> خدیجۃ الکبریٰؓ ایک معزز، شریف، بڑی دولت مند اور تاجر خاتون تھیں۔ آپ ملک شام، مالِ تجارت بھیجا کرتی تھیں۔ قریش کے اونٹوں پر جس قدر مال ہوتا تھا اس قدر ان کے تنہا اونٹوں پر ہوتا تھا۔ آپ مردوں سے تجارت کرایا کرتی تھیں۔ سرمایہ آپ کا ہوتا تھا اور نفع میں آپ اور آپ کا شریک مرد دونوں برابر کے حصہ دار ہوتے تھے۔[1]

اسی طرح صحیح مسلم کی روایت کے مطابق حضرت جابرؓ بن عبداللہ نے اپنی خالہ کا قصہ بیان کیا:

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: طُلِّقَتْ خَالَتِي، فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا، فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فقَالَ: بَلَى، فَجُدِّي نَخْلَكِ، فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي، أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا-

سیدنا جابر بن عبداللہ کہتے تھے کہ میری خالہ کو طلاق ہوئی۔ طلاق کے بعد جب وہ عدت گزار رہی تھیں تو انھوں نے چاہا کہ عدت کے دوران میں وہ اپنے کھجور کے باغ میں سے کچھ درختوں کے پھل کاٹ کر فروخت کریں، لیکن ایک شخص نے انھیں مشورہ دیا کہ اس مدت میں گھر سے نکلنا صحیح نہیں۔ اس پر وہ حضور ﷺ کے پاس گئیں اور پوری تفصیل بیان کی۔ حضور ﷺ نے انھیں ہدایت کی کہ اپنے باغ میں جاؤ۔ کھجور کے درخت کے پھل کاٹو اور انھیں

---

[1] ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع، الطبقات الکبری، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1410ھ)، ج1، ص:104

فروخت کرو۔ اس طرح تم صدقہ دینے کے قابل بھی ہو سکتی ہو اور اس رقم سے کوئی کام بھی کر سکتی ہو جو آخرت میں تمھارے لیے اجر کا باعث ہو۔[2]

علاوہ ازیں اور بھی کئی مسلمان خواتین مختلف پیشوں سے وابستہ تھیں۔ جیسے سائب بن اقرعؓ کی والدہ ملیکہ الثقفیہ بھی عطر فروشی کے کاروبار سے منسلک تھیں۔[3] نیز اسماء بنت مخرمہؓ بھی مدینہ منورہ میں عطر کا کاروبار کرتی تھیں۔[4] سیدہ رائطہؓ زوجہ عبداللہ بن مسعودؓ ایک ہنر مند خاتون تھی اور اپنے ہنر کی کمائی میں سے اپنے خاوند اور اس کی اولاد پر خرچ کرتی تھی، وہ کہتی ہیں:

> ایک دن میں نے اپنے خاوند سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا: آپ نے اور آپ کی اولاد نے مجھے صدقہ کرنے سے محروم کر رکھا ہے، آپ لوگوں کی وجہ سے میں کوئی چیز صدقہ نہیں کر سکتی۔ سیدنا عبداللہؓ نے ان سے کہا: اگر تمہیں اس میں اجر نہیں ملتا کہ میں تمھارے لیے اس صدقہ کو پسند نہیں کرتا، یہ سن کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلی گئی اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ایک ہنر خاتون ہوں اور چیزیں بنا کر فروخت کرتی ہوں، لیکن میری اور میری اولاد اور شوہر کا اس کے علاوہ کوئی ذریعہ آمدن نہیں ہے، اس لیے میں ان لوگوں پر خرچ کرنے کی وجہ سے صدقہ کرنے سے محروم رہتی ہوں، تو کیا ان لوگوں پر خرچ کرنے سے مجھے اجر ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان پر خرچ کیا کرو، کیونکہ تم ان پر جس قدر خرچ کرو گی، تمھیں ثواب ملے گا۔[5]

ایک اور واقعہ کے مطابق ایک دفعہ خولہ بنت ثعلبہؓ اور اُن کے شوہر کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ اس سلسلہ میں جب وہ حضور ﷺ کے سامنے پیش ہوئے تو حضور ﷺ نے شوہر سے فرمایا کہ پروردگار کی طرف سے اس معاملہ میں کوئی حکم نازل ہونے تک اپنی بیوی سے دور رہے۔ اس پر حضرت خولہؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کے پاس تو گزارے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کا خرچ تو میں برداشت کرتی ہوں۔

ایک اور صحابیہ حضرت عامرہؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنی کنیز کے ساتھ بازار گئیں اور وہاں سے ایک بڑی مچھلی خریدی۔ وہیں بازار میں حضرت علیؓ بھی موجود تھے۔ انھوں نے وہیں بازار میں حضرت عامرہؓ سے وہ مچھلی خرید لی۔ اس طرح کے کئی اور واقعات

---

2 القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح (بیروت: دار الجیل، س ن)، حدیث نمبر 3721

3 ابن حجر، العسقلانی، احمد بن علی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (بیروت: دار الجیل، 1412ھ)، ج 8، ص: 321

4 القرطبی، یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، (بیروت: دار الجیل، 1412ھ)، ج 4، ص: 1837

5 الاصفہانی، ابو نعیم، احمد بن عبداللہ، معرفۃ الصحابۃ، (الریاض: دار الوطن للنشر، 1419ھ) ج 6، ص: 3330

طبقات ابن سعد میں موجود ہیں جو اپنے موضوع پر سب سے مستند کتاب ہے۔

حضور ﷺ کی اہلیہ حضرت سودہؓ دباغت میں بڑی مہارت رکھتی تھیں۔ صحیح بخاری کے مطابق انھوں نے فرمایا:

مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا، ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيهِ حَتَّى صَارَ شَنًّا۔(6)

ہماری ایک بھیڑ مر گئی، تو ہم نے اس کی کھال اتار کر اس کو دباغت دی اور پھر اسے کھجوروں کے ذریعے بالکل نرم کر لیا۔

حضرت جابرؓ کی خالہ کا واقعہ کھیتی باڑی کے کاموں سے اُن کے تعلق کا پتہ دیتا ہے۔ حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ ایک خاتون کا ذکر کرتے ہیں جن کی اپنی کھیتی تھی:

كَانَتْ فِينَا امْرَأَةٌ تَجْعَلُ عَلَى أَرْبِعَاءَ فِي مَزْرَعَةٍ لَهَا سِلْقًا، فَكَانَتْ إِذَا كَانَ يَوْمُ جُمُعَةٍ تَنْزِعُ أُصُولَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ، ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِنْ شَعِيرٍ تَطْحَنُهَا فَتَكُونُ أُصُولُ السِّلْقِ عَرْقَهُ، وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَرِّبُ ذَلِكَ الطَّعَامَ إِلَيْنَا.

ہمارے یہاں ایک عورت تھی جو نالوں پر اپنے ایک کھیت میں چقندر بوتی۔ جمعہ کا دن آتا تو وہ چقندر اکھاڑ لاتیں اور اسے ایک ہانڈی میں پکاتیں پھر اوپر سے ایک مٹھی جو کا آٹا چھڑک دیتیں۔ اس طرح یہ چقندر گوشت کی طرح ہو جاتے۔ جمعہ سے واپسی میں ہم انھیں سلام کرنے کے لیے حاضر ہوتے تو یہی پکوان ہمارے آگے کر دیتیں۔(7)

سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے:

ایک دیہاتی سے رسول اللہ ﷺ نے ایک وسق یعنی ساٹھ صاع ذَخیرہ کی یعنی عجوہ کھجور کے عوض چند اونٹ خریدے، جب رسول ﷺ قیمت کی ادائیگی کے لیے گھر تشریف لائے تو گھر میں کھجوریں ختم ہو چکی تھیں، پس باہر آکر اس دیہاتی سے فرمایا: اللہ کے بندے! میں نے بسیار تلاش تو کیا ہے، مگر تیرے اونٹوں کی قیمت ادا کرنے کے لیے مجھے کھجوریں نہ مل سکیں۔ اس دیہاتی نے تو یہ کہنا شروع کر دیا: ہائے یہ کیا عہد شکنی ہے؟ لوگوں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: اللہ تجھے ہلاک کرے، کیا اللہ کے رسول ﷺ بھی عہد شکنی کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، حق لینے والا باتیں سناتا رہتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی بات دوہرائی اور فرمایا: او اللہ کے بندے! ہم

---

6 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، (بیروت: دار ابن کثیر، 1407ھ)، حدیث نمبر 6686

7 البخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر 938

نے تجھ سے اونٹ خریدے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ ہمارے پاس وہ چیزیں ہیں، جو ہم نے تجھ سے ان کا بھاؤ طے کیا اور تلاش بھی کیا ہے، لیکن وہ مل نہیں سکیں۔ یہ سن کر وہ پھر کہنے لگا: ہائے یہ کیا عہد شکنی ہے، لوگوں نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے کہا: اللہ تجھے ہلاک کرے، کیا اللہ کے رسول بھی دھوکہ کرتے ہیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو کچھ نہ کہو، جس نے حق لینا ہوتا ہے، وہ باتیں کرتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دو تین مرتبہ یہی بات دہرائی، جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ دیہاتی بات سمجھ نہیں پا رہا تو آپ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: خویلہ بنت حکیمؓ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ اللہ کے رسول کہہ رہے ہیں کہ اگر تمھارے پاس ایک وسق عجوہ کھجوریں ہیں تو ہمیں ادھار دے دو، ہم ان شاء اللہ تجھے ادا کر دیں گے۔ وہ آدمی گیا اور اس نے آکر بتایا کہ وہ کہتی ہے کہ اس کے پاس کھجوریں ہیں، کوئی لے جانے والا آدمی بھیج دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: جاؤ اور پوری طرح اس دیہاتی کو اس کا حق دلواؤ۔ پس وہ اُس کو لے گیا اور اس کا پورا پورا حق اس کو دلوا دیا، پھر وہ بدّو رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور اس نے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر دے، آپ نے پورا حق ادا کیا اور بڑے اچھے طریقے سے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ سب سے بہتر ہیں، جو خوشدلی سے پوری طرح ادائیگی کرتے ہیں۔[8]

دیکھیں کیسے آپ ﷺ نے خود ایک عورت سے لین دین کر کے واضح فرما دیا کہ عورتوں کے لیے کاروبار اور تجارت وغیرہ کوئی بھی ذریعہ معاش اختیار کرنا جائز ہے۔ ایک اور حدیث سے بھی عورتوں کے لیے کسب مال کی اجازت کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت قیلہ ام بنی انمارؓ آپ ﷺ سے ایک حدیث نقل کرتی ہیں:

رسول اکرم ﷺ کوہِ مروہ پر آئے، میں لکڑی پر سہارا دے کر آئی اور آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گئی اور میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں خرید وفروخت کرنے والی عورت ہوں۔ کبھی میں ایک چیز خریدنا چاہتی ہوں اور میں نے اس کی قیمت اپنے ذہن میں مقرر کر لی ہے۔ اس سے کم قیمت دیتی ہوں پھر بڑھاتے بڑھاتے اسے اس قیمت پر لیتی ہوں جو قیمت میں نے اپنے ذہن میں مقرر کی تھی۔ اسی طرح کبھی میں ایک چیز بیچنا چاہتی ہوں اور اسے اپنے ذہن میں مقرر کردہ قیمت سے زیادہ بتاتی ہوں پھر گھٹاتے گھٹاتے اس قیمت پر بیچ ڈالتی ہوں جو قیمت میں نے اپنے ذہن میں مقرر کی تھی، فرمایا: قیلہ ایسا نہ کیا کرو، جب تم کسی چیز کو خریدنا چاہو تو وہی قیمت دو جس قیمت پر تم اسے

8 الامام، احمد بن حنبل، المسند، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ)، حدیث نمبر 5792

خرید نا چاہتی ہو خواہ وہ چیز تمھیں ملے یا نہ ملے اور جب تم کوئی چیز بیچنا چاہو تو جس قیمت پر اسے بیچنا چاہتی ہو وہی قیمت بتاؤ خواہ تم کو وہ قیمت ملے یا نہ ملے۔(9)

حضرت عمرہ بنت طبیخؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ اپنی لونڈی کے ساتھ بازار جا کر میں نے مچھلی خریدی اور اس کو جھولے میں رکھا، (لیکن چونکہ جھولا چھوٹا تھا) اس لیے مچھلی کا سر اور دم باہر نکلی ہوئی تھی۔ حضرت علیؓ کا ادھر سے گزر ہوا تو دیکھ کر پوچھا: کتنے میں خریدی ہے؟ یہ تو بہت بڑی بھی ہے اور نفیس بھی۔ اس سے گھر کے سب لوگ سیر ہو کر کھا سکتے ہیں۔(10)

یہ تمام روایات اس امر پر شاہد عدل ہیں کہ آپ ﷺ نے عورتوں کو کسبِ مال کا پورا پورا حق دیا تھا اور اُس دور کی خواتین اپنے طور پر انفرادی حیثیت میں کسی بھی پیشہ سے وابستہ ہو سکتی تھیں۔

حق ملکیت

دیکھا جائے تو حقوق مالیہ میں ملکیت بنیادی حیثیت کی حامل ہے، کیونکہ تصرف کا مدار دراصل حصولِ ملکیت پر ہے، جب تک انسان کو کسی چیز پر ملکیت حاصل نہ ہو تب تک وہ خرچ و تصرف میں خود مختار نہیں ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسلام نے جہاں عورت کو تجارت و دیگر ذرائع آمدن سے مال کمانے کی اجازت دی ہے وہاں اسے اپنے کمائی کردہ مال کا مالک بھی قرار دیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ عورت کے مال کا مالک اس کے باپ، شوہر یا کسی اور مرد کو قرار دیا ہو۔ سیرت نبویہ ﷺ کے کئی واقعات سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً:

قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم في امراة من الانصار، اعطاها ابنها حديقة من نخل، فماتت، فقال ابنها: إنما اعطيتها حياتها، وله إخوة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هي لها حياتها وموتها، قال: كنت تصدقت بها عليها، قال: ذلك ابعد لك.(11)

رسول اللہ ﷺ نے انصار کی ایک عورت کے سلسلہ میں فیصلہ کیا جسے اس کے بیٹے نے کھجور کا ایک باغ دیا تھا پھر وہ مر گئی تو اس کے بیٹے نے کہا کہ یہ میں نے اسے اس کی زندگی تک کے لیے دیا تھا اور اس کے اور بھائی بھی تھے جو اپنا

9 ابن سعد، الطبقات، ج8، ص:240

10 ایضاً، ج8، ص:354

11 سنن ابی داود، حدیث نمبر 3557

حق مانگ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ باغ زندگی اور موت دونوں میں اُسی عورت کا ہے، پھر وہ کہنے لگا: میں نے یہ باغ اسے صدقہ میں دیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو یہ واپسی تمھارے لیے اور بھی ناممکن بات ہے۔ کہیں صدقہ بھی واپس لیا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے:

لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ مِنْ مَكَّةَ وَلَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ يَعْنِي شَيْئًا، وَكَانَتْ الْأَنْصَارُ أَهْلَ الْأَرْضِ وَالْعَقَارِ، فَقَاسَمَهُمْ الْأَنْصَارُ عَلَى أَنْ يُعْطُوهُمْ ثِمَارَ أَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَيَكْفُوهُمُ الْعَمَلَ وَالْمَئُونَةَ، وَكَانَتْ أُمُّهُ أُمُّ أَنَسٍ أُمُّ سُلَيْمٍ كَانَتْ أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، فَكَانَتْ أَعْطَتْ أُمُّ أَنَسٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِذَاقًا، فَأَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَوْلَاتَهُ أُمَّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِ أَهْلِ خَيْبَرَ فَانْصَرَفَ إِلَى الْمَدِينَةِ، رَدَّ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِي كَانُوا مَنَحُوهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ، فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُمِّهِ عِذَاقَهَا، وَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَائِطِهِ۔(12)

جب مہاجرین مکہ سے مدینہ آئے تو ان کے ساتھ کوئی بھی سامان نہ تھا۔ انصار زمین اور جائیداد والے تھے۔ انصار نے مہاجرین سے یہ معاملہ کر لیا کہ وہ اپنے باغات میں سے انھیں ہر سال پھل دیا کریں گے اور اس کے بدلے مہاجرین ان کے باغات میں کام کیا کریں گے۔ حضرت انسؓ کی والدہ حضرت ام سلیم، جو عبداللہ بن ابی طلحہؓ کی بھی والدہ تھیں، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو کھجور کا ایک باغ ہدیہ دے دیا تھا، لیکن آپ ﷺ نے وہ باغ اپنی لونڈی ام ایمنؓ جو اسامہ بن زیدؓ کی والدہ تھیں، کو عنایت فرما دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ جب خیبر کے یہودیوں کی جنگ سے فارغ ہوئے اور مدینہ تشریف لائے تو مہاجرین نے انصار کو ان کے تحائف واپس کر دیئے جو انھوں نے پھلوں کی صورت میں دے رکھے تھے۔ آپ ﷺ نے انسؓ کی والدہ کا باغ بھی واپس کر دیا اور ام ایمنؓ کو اس کے بجائے اپنے باغ میں سے کچھ درخت عنایت فرما دیئے۔

یہ سب روایات بتاتی ہیں کہ اسلام میں عورتوں کو بھی ملکیتی حق سے نوازا گیا ہے اور اسے بھی حقوق مالیہ کا حصہ تسلیم کر کے صنف نازک کے مالی حقوق کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔

---

12 البخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر 2630

چنانچہ عورت کو مہر سے، وراثت اور تجارت سے جو کچھ مال ملے، وہ پوری طرح سے اس کی مالک ہے، کیوں کہ اس پر کسی بھی طرح کی معاشی ذمہ داری نہیں ہے، بلکہ وہ سب سے حاصل کرتی ہے، اس لیے یہ سب اس کے پاس محفوظ ہے۔ اگر مرد چاہے تو اس کا وراثت میں دوگنا حصہ ہے، مگر اسے ہر حال میں عورت پر خرچ کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اس طرح سے عورت کی مالی حالت (اسلامی معاشرہ میں) اتنی مستحکم ہو جاتی ہے کہ کبھی کبھی مرد سے زیادہ بہتر حالت میں ہوتی ہے۔

حق تصرف

مال میں تصرف کا حق بھی بنیادی مالی حقوق کا حصہ ہے۔ آپ ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں صحابیات بلکہ ازواج مطہرات بھی اپنے اموال کو اپنی مرضی سے خرچ کرنے میں آزاد تھیں۔ چنانچہ:

وَلَمْ تَسْتَأْذِنْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِي يَدُورُ عَلَيْهَا فِيهِ، قَالَتْ: أَشَعَرْتَ يَارَسُولَ اللَّهِ أَنِّي أَعْتَقْتُ وَلِيدَتِي، قَالَ: أَوَفَعَلْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ۔(13)

حضرت میمونہ بنت حارثؓ کی ایک باندی تھی جسے انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھے بغیر آزاد کر دیا۔ پھر جب آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اگر اسے اپنے ماموں کو دے دیتی تو تمھیں زیادہ اجر ملتا۔

اسی طرح خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ بھی اپنے مال میں خود تصرف کیا کرتی تھیں، جسے انھوں نے اِن الفاظ میں بیان بھی کیا ہے:

نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ۔(14)

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک گھوڑا نحر کیا اور اسے کھایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اپنے مال میں صدقہ کرنے کا بھی اختیار ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرہ میں عام طور پر جتنی مقدار صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر صدقہ وخیرات وغیرہ میں خرچ کی جاتی ہے، اتنی مقدار عورت شوہر کی اجازت کے بغیر بھی خرچ کر سکتی ہے اور اس میں نہ صرف اس کو اجر حاصل ہو گا؛ بلکہ اس کا شوہر بھی اجر میں شریک سمجھا جائے گا، چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ:

---

13 ایضاً، حدیث نمبر 2592

14 ایضاً، حدیث نمبر 5510

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَطْعَمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا، وَلَهُ مِثْلُهُ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ لَهُ بِمَا اكْتَسَبَ، وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ.(15)

عورت اگر اپنے شوہر کے گھر سے خرچ کرلے، تو اس کو بھی اجر ہوگا اور اتنا ہی اجر اس کے شوہر کو بھی ہوگا اور ایک کی وجہ سے دوسرے کے اجر میں کمی واقع نہیں ہوگی۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جیسے مردوں کو بالغ ہونے کے بعد اپنے مال میں ہر طرح کے تصرف کا حق حاصل ہے، یہی حق عورتوں کو بھی حاصل ہے، شادی شدہ خواتین اپنے مال میں تصرف کرنے کے لیے شوہر سے اجازت لینے کی پابند نہیں ہیں، وہ جس طرح ایسا تصرف کرسکتی ہے، جس سے ان کو دنیوی نفع حاصل ہو، اسی طرح وہ ہبہ اور صدقہ بھی کرسکتی ہیں۔

حق نفقہ

عورت اپنے مال کو جہاں چاہے خرچ کرسکتی، اس پر کسی کا اختیار نہیں، چاہے تو اپنے شوہر کو دے یا اپنی اولاد کو یا پھر کسی کو ہبہ کرے یا خدا کی راہ میں دے یہ اس کی اپنی مرضی ہے اور اگر وہ از خود کماتی ہے تو اس کی مالک بھی وہی ہے؛ لیکن اس کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہے، چاہے وہ کمائے یا نہ کمائے۔ اس طرح سے اسلام کا عطا کردہ معاشی حق عورت کو اتنا مضبوط بنا دیتا ہے کہ عورت جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے۔

لہذا عورت کا نان ونفقہ ہر حالت میں مرد کے ذمہ ہے۔ اگر بیٹی ہے تو باپ کے ذمہ۔ بہن ہے تو بھائی کے ذمہ، بیوی ہے تو شوہر پر اس کا نان ونفقہ واجب کردیا گیا اور اگر ماں ہے تو اُس کے اخراجات اس کے بیٹے کے ذمہ ہیں، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے:

خيركم خيركم لأهله، وأنا خيركم لأهلي-(16)

تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے اچھا ہوں۔

اس حدیث میں بشمول حقوق مالیہ تمام تر حقوق داخل ہیں۔

---

15 ایضاً، حدیث نمبر 1440

16 ابن ماجہ، السنن، حدیث نمبر 1977

بیوی کا نفقہ

شریعت نے جہاں مردوں پر بیویوں کی بہت ساری ذمہ داریاں عائد کی ہیں، اُن میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ بیوی کو نفقہ (کپڑا، کھانا اور گھر) دے اور بیوی کو ان ضروریات سے بے نیاز کر دے جو اس کے لیے ضروری ہیں، تاکہ وہ بال بچوں کی تربیت آزادی کے ساتھ کر سکے۔ یہی وجہ تھی خود آپ ﷺ نے اپنی ازواج کے اس حق کا پورا پورا خیال رکھا اور سالانہ بنیادوں پر ازواج مطہرات کے اخراجات پہنچائے۔ اس امر کے ثبوت کے لیے درج ذیل روایت ملاحظہ ہو:

كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوجِفْ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ، وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ، وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ-(17)

بنو نضیر کے باغات وغیرہ اُن اموال میں سے تھے، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بغیر لڑے دے دیا تھا۔ مسلمانوں نے ان کے حاصل کرنے کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تو یہ اموال خاص طور سے رسول اللہ ﷺ ہی کے تھے، جن میں سے آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو سالانہ نفقہ کے طور پر بھی دے دیتے تھے اور باقی ہتھیار اور گھوڑوں پر خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ کے راستے میں (جہاد کے لیے) ہر وقت تیاری رہے۔

آپ ﷺ نے عورتوں کو یہ بھی حق دیا تھا کہ اگر مرد گھر کے ضروری اخراجات کے لیے درکار رقم فراہم نہ کرے تو بیوی بقدر ضرورت شوہر کے مال سے بلا اجازت بھی خرچ کر سکتی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

قَالَت هِنْدٌ، أُمُّ مُعَاوِيَةَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ سِرًّا؟ قَالَ: خُذِي أَنْتِ وَبَنُوكِ مَا يَكْفِيكِ بِالْمَعْرُوفِ-(18)

معاویہؓ کی والدہ ہند نے آپؐ سے عرض کیا کہ ابو سفیان کنجوس آدمی ہے۔ کیا اگر میں ان کے مال سے چھپا کر کچھ لے لیا کروں تو کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے لیے اور اپنے بیٹوں کے لیے نیک نیتی کے ساتھ اتنا لے سکتی ہو جو تم سب کے لیے کافی ہو جایا کرے۔

اور بھی کئی احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیویوں کے اخراجات مردوں کے ذمہ ہیں۔ مثلاً: آپ ﷺ نے فرمایا:

---

17 البخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر 2904

18 ایضاً، حدیث نمبر 2211

أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ (19)

تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم ان کے پہناوے اور کھانے پینے میں اچھا سلوک کرو۔

اور ایک دوسری حدیث میں نفقہ میں عدل وانصاف کا حکم دیا گیا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا:

جو تم کھاؤ وہ اس کو بھی کھلاؤ اور جو تم پہنو اسے بھی پہناؤ۔(20)

عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ؟، قَالَ: أَنْ يُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمَ، وَأَنْ يَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَى، وَلَا يَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا يُقَبِّحْ، وَلَا يَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ۔(21)

حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کھائے تو اس کو کھلائے، جب خود پہنے تو اس کو بھی پہنائے، اس کے چہرے پر نہ مارے، اس کو برا بھلا نہ کہے، اور اگر اس سے لاتعلقی اختیار کرے تو بھی اسے گھر ہی میں رکھے۔

بیٹی کا نفقہ

بیٹی کا نفقہ باپ پر واجب ہے، بشرطیکہ وہ خود اپنی ضروریات پوری نہیں کرسکتی ہو، ایک تو بچپن سے بالغ ہونے اور نکاح کے بعد شوہر کے یہاں رخصت ہونے تک بیٹی کا نفقہ باپ کے ذمہ ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ ابن قدامہؒ نے ایک حدیث بھی نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ولا تسقط نفقة الجارية حتىٰ تتزوج۔(22)

لڑکی کا نفقہ شادی تک باپ کے ذمہ رہے گا۔

---

19 الترمذی، الجامع، حدیث نمبر 1163

20 الامام احمد، المسند، ج4، ص:446

21 ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن (بیروت: دار الفکر، س ن)، حدیث نمبر 1850

22 ابن قدامۃ، عبداللہ بن احمد، المغنی، (مصر: مکتبۃ القاہرۃ، 1388ھ)، ج8، ص:215

دوسری رشتہ دار خواتین کا نفقہ

بعض حالات میں ماں، بیٹی اور بیوی کے علاوہ دوسری رشتہ دار خواتین، جیسے دادی، نانی، پھوپھی، خالہ، بہن، بھتیجی، بھانجی، پوتی اور نواسی وغیرہ کا نفقہ بھی واجب ہوتا ہے؛ بشرطیکہ یہ خواتین خود اپنے اخراجات پورا کرنے کے پوزیشن میں نہ ہوں اور جس شخص پر نفقہ واجب قرار دیا جارہا ہو، وہ نفقہ ادا کرنے کے سے معذور ہو، یہ نفقہ محرم رشتہ داروں پر واجب ہوگا اور جس حساب سے وہ اس کے ترکہ میں وارث ہو سکتے ہیں، اسی نسبت سے اسے نفقہ ادا کرنا ہوگا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بیوہ اور مسکین کی ضرورت میں کام آنے والا ایسے شخص کے حکم میں ہے، جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے، رات بھر عبادت کرے اور دن بھر روزہ رکھے۔[23]

حق مہر

اسلام نے عورت کے جن مالی حقوق کا تحفظ کیا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ اسے اس کا مہر دو۔ مہر عورت کے وجود کا معاوضہ نہیں ہے، بلکہ عصمت انسانی کے احترام کے طور پر مہر ادا کیا جاتا ہے۔ اس لیے مہر نکاح کے ارکان میں سے ہے۔ اگر بوقت نکاح اس کا ذکر نہ بھی ہو پھر بھی مہر لازم ہو جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

أَحَقُّ مَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ-[24]

تمام شرطوں میں وہ شرطیں سب سے زیادہ پوری کی جانے کے لائق ہیں جن کے ذریعے تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔

یعنی نکاح کی شرطیں ضرور پوری کرنی ہوں گی۔ ایک اور حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کے وقت خود عورت کے حقِ مہر کو ادا کیا۔

أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَزَوَّجَ عَائِشَةَ عَلَى مَتَاعِ بَيْتٍ قِيمَتُهُ خَمْسُونَ دِرْهَمًا-[25]

نبی اکرم ﷺ نے عائشہؓ سے گھر میں موجود سامان پر نکاح کیا جس کی قیمت پچاس درہم تھی۔

---

23 البخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر 5353

24 ایضاً، حدیث نمبر 5151

25 ابن ماجہ، السنن، حدیث نمبر 1890

اسی طرح تمام ازواج مطہرات سے آپ ﷺ نے حق مہر ادا کر کے ہی نکاح کا معاملہ کیا تھا۔ لہٰذا عہد نبوی اور عہد صحابہ میں بعض دفعہ مہر کی اچھی خاصی مقدار بھی متعین کی گئی ہے، خود رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے حضرت اُم حبیبہؓ کا مہر چار ہزار درہم مقرر ہوا تھا، جو آپ ﷺ کی طرف سے شاہ حبش نجاشی نے مقرر کیا تھا اور انھوں نے ہی ادا بھی کر دیا تھا۔[26]

حق مہر کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل حدیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ مہر نہ ہونے کی صورت میں آپ ﷺ شادی کے خواہش مند صحابی کو مہر کی رقم اپنی قوم سے مانگنے کا حکم صادر فرمایا۔

> حضرت بشر بن سعدؓ نے ایک عورت سے شادی کی، لیکن ان کے پاس مہر نہیں تھا تو آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا اپنی قوم سے مہر کے لیے رقم مانگو اور اپنی بیوی کو ادا کرو، چنانچہ انھوں نے اپنی قوم سے ایک قیراط سونا لے کر بطور مہر ادا کیا۔[27]

بیوی کے علاوہ دیگر رشتہ دار خواتین کے لیے بھی اسلام نے مالی حقوق رکھے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی بنیادی تعلیمات میں سے تھا کہ بیٹیوں کا خصوصی خیال رکھا جائے، اُن کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، بالخصوص اُن کی ضروریات پوری کی جائیں۔ ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس تین لڑکیاں، یا تین بہنیں، یا دو لڑکیاں، یا دو بہنیں ہوں اور وہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اُن کے حقوق کے سلسلے میں اللہ سے ڈرے تو اس کے لیے جنت ہے۔[28]

حق وراثت

بعض مذاہب کے پیشِ نظر وراثت میں عورت کا کوئی حق نہیں ہوتا؛ لیکن ان مذاہب اور معاشروں کے برعکس اسلام نے وراثت میں عورتوں کا باقاعدہ حصہ دلوایا۔ اس کے لیے قرآن میں ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾[29] ارشاد ہوا ہے، یعنی مرد کو عورتوں کے دو برابر حصے ملیں گے۔ یعنی عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے، اسی طرح وہ باپ سے، شوہر سے، اولاد سے، اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے باقاعدہ وراثت کی حق دار ہے۔

---

26 ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، (بیروت: دار الفکر، س ن)، حدیث نمبر 2018

27 ہندی، علاء الدین علی بن حسام الدین، کنز العمال (مصر: مؤسسۃ الرسالۃ، 1401ھ)، حدیث نمبر 45815

28 ابن حبان، محمد بن حبان، الصحیح، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1408ھ)، ج2، ص:189، حدیث نمبر 446

29 النساء 11:4

اسلام نے عورت کو میراث کا حق دیا ہے۔ جب کہ اسلام سے پہلے وہ وراثت سے محروم تھی، کیونکہ وراثت کا حق صرف اُن مردوں کو حاصل تھا جو قبیلے کی حفاظت اور اس پر سرکشی کرنے والوں سے اس کا دفاع کر سکتے ہوں۔

سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں بیمار پڑا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے الٹے پاؤں واپس نہ کر دے (یعنی مکہ میں میری موت نہ ہو)، آپ ﷺ نے فرمایا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں صحت دیں اور تم سے بہت سے لوگ نفع اٹھائیں۔ میں نے عرض کیا: میرا ارادہ وصیت کرنے کا ہے۔ ایک لڑکی کے سوا اور میرے کوئی (اولاد) نہیں۔ میں نے پوچھا: کیا نصف مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نصف تو بہت ہے۔ پھر میں نے پوچھا: تو تہائی کی کر دوں؟ فرمایا کہ تہائی کی کر سکتے ہو، اگرچہ یہ بھی بہت ہے یا (یہ فرمایا کہ) بڑی (رقم) ہے۔ چنانچہ لوگ بھی تہائی کی وصیت کرنے لگے اور یہ ان کے لیے جائز ہو گئی۔[30]

یہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنی رہنمائی اور حکم کے ذریعے عورت کے حقوق کی حفاظت فرمائی۔ چنانچہ یوں کہنا عین حقیقت ہے کہ اسلام عورت پر مالی ذمہ داریاں ڈالے بغیر اس کے لیے آمدنی کے بے شمار راستے کھولتا ہے اور اس کے سرمایے کے تحفظ کے لیے تمام تر اقدامات تجویز کرتا ہے۔ عورتوں کے حقوق مالیہ کا ہمہ جہت تحفظ سیرت نبویہ ﷺ کی لازوال تعلیمات کا حصہ ہے۔

❂❂❂❂

[30] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر 2744